روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | اتوار ۲۷ شوال ۱۴۱۱ھ ۱۲ ہجرت ۱۳۷۰ ہش ۱۲ مئی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۰۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ ہمت اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے اور (ایمان لانے والا) بڑا بلند ہمت ہوتا ہے اور اُسے ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت اور تائید کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور کبھی بُزدلی ظاہر نہ کرنی چاہیئے۔ بُزدلی منافق کا نشان ہے۔ (ایمان لانے والا) دلیر اور شجاع ہوتا ہے، مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو۔ موقع شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے۔ وہ تہوّر ہوتا ہے۔ (ایمان لانے والے) میں شتاب کاری نہیں ہوتی، بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمّل کے ساتھ نصرتِ دین کے لئے تیار رہتا ہے اور بُزدل نہیں ہوتا۔ انسان سے کبھی ایسا فعل سرزد ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے اور کبھی خوش کر دیتا ہے۔ مثلاً اگر کسی سائل کو دھکّا دیا تو وہ سختی کا موجب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا فعل ہوتا ہے، اس لئے اُسے توفیق نہ ملے گی کہ وہ اُسے کچھ دے سکے، لیکن اگر اس سے نرمی اور اخلاق سے پیش آئے گا، تو خواہ اسے پانی کا پیالہ ہی دے دے، تو وہ بھی ازالہِ قبض کا موجب ہو جائے گا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ ۱۹۴)

ہر احمدی کیلئے صرف نماز پڑھنا کافی نہیں بلکہ ترجمہ بھی جاننا ضروری ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"میں آپ کو اس بنیادی کمزوری کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ ہمارے اندر آج کی نسلوں میں بھی بہت سے بچے ایسے ہیں جن کو نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے۔ بہت سے نوجوان ایسے ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے۔ بہت سے بوڑھے ایسے ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے اور یہ بات ہمیں روزمرہ نظر آنی چاہیئے اور ہمیں اس سے بے چین ہو جانا چاہیئے۔ تنظیمیں کیوں اس سے بے چین نہیں ہوتیں۔ تنظیمیں کیوں یہ کمزوری نہیں دیکھتیں اور کیوں خصوصیت کے ساتھ ان باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ صرف نماز پڑھنا کافی نہیں۔ نماز ترجمے کے ساتھ پڑھنا بہت ضروری ہے اور نماز کا ترجمہ ہر احمدی کو آنا چاہیئے۔ خواہ وہ بچہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا۔ مرد ہو یا عورت ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کا ترجمہ جانتا ہو اور اس حد تک یہ ترجمہ رواں ہو کہ وہ جب نماز پڑھے تو سمجھ کر پڑھے۔ عبادت کے مضمون میں تو بہت سی وسیع باتیں ہیں۔ بہت سی باتیں ہیں جو اپنے اندر پھر اور بہت سی منازل رکھتی ہیں۔ لیکن سب سے بنیادی بات یہی ہے کہ ہم اپنی جماعت کو مکمل طور پر نماز پر قائم کر دیں۔ کسی اور نیکی کی اتنی تلقین قرآن کریم میں آپ کو نہیں ملے گی جتنی قیامِ عبادت کی تلقین ہے۔ قیامِ صلوٰۃ کی تلقین ہے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی تلقین بھی ہمیشہ اس کے ساتھ وابستہ کی گئی ہے۔ پس قرآن کریم کی تعلیم کا روح یہی ہے کہ ہم اپنی عبادت کو کھڑا کر دیں اور اپنے پاؤں پر مضبوطی کے ساتھ ان کو اس طرح مستحکم کر دیں کہ کوئی ابتلاء کوئی زلزلہ کوئی مشکل ہماری نمازوں کو گرا نہ سکے۔ اس کے لئے پہلا بنیادی قدم یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص نماز باترجمہ جانتا ہو اور نماز پانچ وقت پڑھنے کا عادی ہو اور دوسری چیز اس کے ساتھ ملانے والی یہ ضروری ہے کہ صبح تلاوت کی عادت ڈالیں۔ ہر شخص جو نماز پڑھتا ہے اس کو یہ عادت پڑ جائے کہ کچھ نہ کچھ تلاوت ضرور کرے۔ یہ بنیاد اگر قائم ہو جائے تو اس کے اوپر پھر عظیم الشان عبادات کی عمارتیں قائم ہو سکتی ہیں، منازل نئی سے نئی بن سکتی ہیں عبادتوں کو نئی رفعتیں حاصل ہو سکتی ہیں مگر یہ بنیاد نہ ہو تو اوپر کی منزلیں بن ہی نہیں سکتیں۔ اس لئے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنات کو اپنے آئندہ پروگراموں میں سب سے زیادہ اہمیت اس بات کو دینی چاہیئے کہ ان کی مجالس کے اندر ایک بھی فرد نہ رہے جو نماز کا ترجمہ نہ جانتا ہو اور پنج وقتہ نماز پر قائم نہ ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

توحید نے ہمارے دلوں کو کجی سے پاک کر دیا ہے

"ہمارے دل توحید نے سیدھے کر دیئے ہیں کوئی کجی ان میں نہیں چھوڑی۔ ہماری وفا توحید کے ساتھ ہے۔ اور توحید جس کے دل میں جاگزیں ہو جائے اور گڑ جائے اس کے دل میں عصبیتیں جگہ پا ہی نہیں سکتیں۔ یہ دو چیزیں ایک سینے میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کی بیگم صاحبہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی دائیں آنکھ کا اپریشن فوری طور پر امرتسر میں ۴ اپریل کو ہوا تھا۔ پرانا کورنیا بدل کر نیا کورنیا ڈال دیا تھا۔ تین اپریشن ہوئے اور ۹ اپریل کو واپس قادیان آگئے تھے۔ اپریشن بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہے۔ ہر آٹھ دس روز کے بعد معائنہ کرانا ہوتا ہے۔ ڈاکٹروں نے ۴۰ روز تک مکمل احتیاط کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ سیدہ ممدوحہ کو اپریشن کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ بینائی پورے طور پر بحال ہو جائے اور مکمل صحت عطا فرمائے۔

(ناظر خدمتِ درویشاں)

ربوہ ۱۰ مئی۔ آج یہاں بیت الاقصیٰ میں نمازِ جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اور خطبہ میں سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۱ء پڑھ کر سنایا۔ اس خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ

باقی صـ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲۔ ہجرت ۱۳۷۰ ہش ۱۲۔ مئی ۱۹۹۱ء

جھوٹ ــــ اور دیگر بُرائیاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی تین خامیوں کا ذکر کیا اور پوچھا کہ وہ ان سے کس طرح اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ یعنی وہ کس طرح ان تینوں خامیوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے ایک خامی یعنی جھوٹ بولنے سے چھٹکارا مل جائے تو باقی دو خامیوں سے خود بخود چھٹکارا مل جائے گا۔ جب وہ واپس چلا گیا اور جھوٹ کے علاوہ ایک دوسری خامی کا شکار ہونے لگا۔ تو اسے خیال آیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے تو میں نے جھوٹ تو بولنا ہی نہیں۔ کیا میں وہاں یہ کہہ دوں کہ ہاں فلاں خامی کا اظہار ہوا ہے۔ اور یہ وہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ جھوٹ اس نے بولنا نہیں تھا۔ اس نے اس طرح دوسری خامی سے بھی چھٹکارا حاصل ہو گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ بولنا دوسری خامیوں کو چھپا لیتا ہے اور اس طرح انسان ان سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔

آجکل منشیات کے خلاف اخبارات سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خاصا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ کوئی شخص منشیات کا عادی نہ ہو۔ انفرادی طور پر بھی کوشش کی جا رہی ہے اور حکومت کی سطح پر بھی۔ ہمارے خیال میں اس سلسلہ میں ایک بات یاد رکھنے والی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ مرض بھی جھوٹ ہی سے شروع ہوتا اور پنپتا ہے۔ نشہ کرنے والا شروع شروع میں کبھی یہ بات نہیں مانتا کہ وہ نشہ کرتا ہے۔ اور اس طرح اسے روکنے کے کوئی اقدام کرنے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ جب وہ کہتا ہے کہ وہ نشہ کرتا ہی نہیں تو اسے روکیں کس بات سے۔ وہ نشہ کی بُری عادت کا اعتراف اس وقت کرتا ہے۔ جب پانی سر سے گذر جاتا ہے اور وہ روکنے کے باوجود رُک نہیں سکتا۔ دراصل یوں لگتا ہے کہ رکنا اس کے اختیار میں نہیں رہتا۔

پس اگر سب لوگ سچ بولیں تو نشہ کی بُری عادت پڑ ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس بُری عادت سے محفوظ رکھے۔

ایسی بھی کبھی رات آئی ہے؟
جو صُبح کا آنا روک سکے
مَیں بول رہا ہوں بولوں گا
ہے کون جو مجھ کو ٹوک سکے

ــــ ابوالاقبال

ن تم بدلو نہ مَیں بدلوں، جفا بھی ہو وفا بھی ہو
یہ ممکن ہے کوئی میرا صنم بھی ہو خدا بھی ہو

اندھیری رات میں سنسان ہیں اس شہر کی گلیاں
مگر اس شخص کا شائد ہیولیٰ گھومتا بھی ہو

بہت چھُپ چھُپا کے کی ہے بات لیکن عین ممکن ہے
پسِ دیوار سُنتا بھی ہو کوئی دیکھتا بھی ہو

ہجومِ مرد ماں اک کارواں کہلا تو سکتا ہے
مگر یہ شرط ہے اس کارواں کا رہنما بھی ہو

مَیں کب تک دوسری دنیا میں جینے کا بھرم رکھوں
مجھے جینا تو ہے جینے کی لیکن انتہا بھی ہو

جو مجھ سے پیار کرتے ہیں انہیں مَیں کیسے سمجھاؤں
محبّت ہو تو اظہارِ محبّت برملا بھی ہو

اگر جُرمِ وفا پر میرا دل نادم نہیں ہوتا
تو اس جُرأت پہ اس کی داد بھی ہو اور سزا بھی ہو

افق سے پھُوٹنے والی کرن اک روشنی تو ہے
مگر سوچو تو شائد اس کرن نے کچھ کہا بھی ہو

تم اپنی سعئ لاحاصل سے کوئی تو سبق سیکھو
مٹانے سے تمہارے آج تک کوئی مٹا بھی ہو

نہ بولیں گے نسیم ان سے تو اپنا کیا بگڑتا ہے
مزہ تو جب ہے ان سے گفتگو کا کچھ مزہ بھی ہو

نسیم سیفی

حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں:۔
"اخبار ایک دلیل ہوتا ہے اس بات کی کہ قوم کے اندر کتنی بیداری ہے۔ اگر کوئی قوم اخباروں کی طرف توجہ نہیں کرتی تو یقیناً وہ اپنی ترقی کی پوری خواہش نہیں رکھتی۔ پس مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ پورے زور سے الفضل کو پھیلانے کی کوشش کرے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

قرآن کریم کو دوسری الہامی کتب پر جو فضیلتیں حاصل ہیں ان میں سے ایک بہت بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ قرآن کریم سے پہلے رب العالمین کا خیال دنیا میں معین صورت میں موجود نہیں تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ایک ہستی کو سب دنیا کا خالق و مالک مانتے تھے۔ مگر چونکہ ان کی تعلیم قومی تھی۔ اور مشرکین خاص طور پر اپنے اپنے خدا الگ پیش کرتے تھے۔ اس لئے انسانی ذہن محدود خیالات کا مرجع رہتا تھا۔ اسی وجہ سے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کرتے ہوئے کہا (شعراء رکوع ۲) اے موسیٰ یہ رب العالمین کون ہے۔ جس کی طرف سے مبعوث کئے جانے کا تم دعویٰ کرتے ہو۔ اور پھر ڈوبتے وقت بھی اس نے کہا کہ میں رب بنی اسرائیل پر ایمان لاتا ہوں۔ (یونس رکوع ۹) لیکن قرآن کریم نے اس خیال کو ایک معین صورت میں پیش کیا اور اس طرح اتحاد بین الاقوام کی ایسی داغ بیل ڈال دی کہ پہلی تعلیموں کے لحاظ سے ناممکن تھی بائبل پڑھ کر دیکھ لو۔ اس میں یہی دکھائی دے گا کہ "خداوند بنی اسرائیل کا خدا مبارک ہے۔ جس نے تجھے بھیجا ہے" (سیموئیل باب ۲۵، آیت ۳۲) "خداوند اسرائیل کا خدا ابدالآباد مبارک ہو" تواریخ باب ۱۶، آیت ۳۶) "خداوند خدا اسرائیل کا خدا جو اکیلا ہے۔ عجائب کام کرتا ہے" (زبور باب ۷۲، آیت ۱۸) لیکن قرآن کریم نے اس نقطہ نگاہ کو بالکل بدل لیا اس نے خدا تعالیٰ کو رب العالمین کی شکل میں پیش کیا۔ اور بتایا کہ وہ صرف افراد اور قوموں ہی کا خدا نہیں بلکہ سب مخلوق کا خدا ہے۔ اس کی ابتدا ہی تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے سے ہوئی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ جو سب جہانوں کا رب ہے۔ اس کی برکات کسی خاص قوم سے مخصوص نہیں۔ بلکہ جس طرح جسمانی طور پر اس کے فیوض سب کو پہنچتے ہیں اسی طرح روحانی طور پر بھی اس نے اپنے فیض سے کسی کو محروم نہیں کیا۔ کفار کو اس خیال پر اس قدر حیرت ہوئی۔ کہ وہ بے اختیار کہہ اٹھے کہ (ص ع ۱) یعنی اس نے تو کئی خداؤں کو کوٹ کاٹ کر ایک خدا بنا دیا ہے۔ ان کے خیال میں یہ امر آ ہی نہیں سکتا تھا کہ اصل میں ایک ہی خدا ہے۔ اور باقی سب مصنوعی خدا ہیں۔ کیونکہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے یہی الفاظ سنتے تھے کہ "ہمارا خدا اور تمہارا خدا اور" گو توحید ان کے سامنے پیش کی جاتی تھی۔ مگر وہ توحید کا یہ مطلب نہیں لیتے تھے۔ کہ سب کا خدا ایک ہے۔ بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ خدا تو ایک ہے مگر وہ بنی اسرائیل کا یا مسیحیوں کا خدا ہے۔ اور اگر وہ سچا ہے تو پھر ہم بغیر خدا کے ہیں۔ مگر اسلام نے بتایا کہ وہ مومن و کافر سب کا خدا ہے اور پھر وہ ایک ہی خدا ہے۔ یہ بیان اس صفائی سے دنیا کے لئے نیا تھا۔ مگر یہ نرالا پیغام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دنیا کو دیا گیا۔ اور پھر نرالے طور پر آپ کو تمام دنیا کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا جبکہ پہلے انبیاء صرف ایک ایک قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ اور اس طرح آپ کے ذریعے رب العالمین کا تصور دنیا میں قائم کیا گیا۔ حالانکہ آپ ایک ایسے ملک میں پیدا ہوئے تھے جس کے باقی دنیا سے کوئی تعلقات نہیں تھے۔ باقی ساری دنیا سے کٹا ہوا ملک تھا۔ اور عرب کی دنیا صرف عرب تک ہی محدود تھی اور اگر وہ دوسری قوموں کے متعلق کوئی خیال رکھتے بھی تھے تو صرف منافرت کا خیال تھا۔ عربوں میں تکبر اتنا زیادہ پایا جاتا تھا۔ کہ وہ سمجھتے تھے کہ ان سے بڑا کوئی ہے ہی نہیں۔ صرف رومی اور ایرانی حکومتوں کی سیاسی برتری کو وہ تسلیم کرتے تھے۔ گویا سیاسی نقطہ نگاہ سے تو وہ عرب کو ادنیٰ سمجھتے تھے لیکن قومی نقطہ نگاہ سے وہ باقی تمام دنیا کو ذلیل خیال کرتے تھے۔ اور قومیت کا خیال آتے ہی وہ عرب کو باقی تمام قوموں سے بالا سمجھنے لگتے تھے۔ ہاں جب سیاست کا سوال آتا تو وہ رومی اور ایرانیوں کے درباروں میں جا کر رومی اور ایرانی بادشاہوں کو حضور کہنے سے بھی دریغ نہیں کرتے کیونکہ جب وہ ان کے درباروں میں جاتے تھے تو کچھ لینے کے لئے جاتے تھے غرض نہ وہ جغرافیائی حیثیت سے ایک دنیا کے قائل تھے اور نہ قومی لحاظ سے ایک دنیا کے قائل تھے پھر جو لوگ رومی اور ایرانی درباروں میں جاتے بھی تھے ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوتی تھی۔ بالعموم ان میں وہی لوگ تھے جنہوں نے اپنے گھروں کے اردگرد سو سو میل سے باہر قدم نہیں رکھا تھا۔ اس کے مقابلے میں بنی اسرائیل ایک ترقی یافتہ قوم تھی وہ مصر میں رہتے تھے۔ اور ایک ایسی قوم کے اقتدار میں رہتے تھے جس کی اپنی حکومت تھی۔ پھر مصر ان دنوں سب سے زیادہ متمدن ملک تھا۔ مصر کے جہاز یورپ افریقہ اور ہندوستان وغیرہ دوسرے ممالک میں بھی جاتے تھے۔ اور اس کی بیرونی ممالک سے تجارت تھی۔ اس کے نتیجہ میں وہ ان ممالک سے سیاسی اور تمدنی تعلقات رکھتا تھا۔ غرض مصر میں رہنے والی قوم باقی دنیا کے حالات سے غافل نہیں رہ سکتی تھی۔ مصری قوم اس زمانے میں ویسی ہی متمدن تھی جیسی آجکل انگلستان کی حکومت ہے۔ انگلستان سیاسی اور تمدنی طور پر اتنی ترقی کر چکا ہے کہ اس میں رہنے والا دنیا کے حالات سے غافل نہیں رہ سکتا۔ افغانستان میں رہنے والا غافل رہ سکتا ہے۔ کیونکہ تمدنی اور سیاسی ترقی میں وہ ابھی بہت پیچھے ہے۔ یہی حالت عرب کی مصر کے مقابلے میں تھی۔ لیکن مصر میں رہتے ہوئے مصری اقتدار کے ماتحت رہتے ہوئے۔ اور مصری تہذیب کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیل کا خدا پیش کیا۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے تورات میں بار بار یہی ذکر آتا ہے کہ بنی اسرائیل کا خدا یوں کہتا ہے بنی اسرائیل کا خدا یوں کہتا ہے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام جن کے زمانہ میں تمدن بہت پھیل چکا تھا اور یورپ اور ایشیا آپس میں مخلوط ہو چکے تھے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لئے آیا ہوں گویا دنیا میں اتحاد ہو جانے کے باوجود حضرت مسیح علیہ السلام قومی نظریے سے اوپر نہیں جا سکے۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ بنی اسرائیل کے سوا باقی لوگ خدا تعالیٰ کی مخلوق نہیں وہ یہ بھی خیال نہیں کرتے تھے کہ بنی اسرائیل کے علاوہ باقی مخلوق کا خدا خدا نہیں حضرت مسیح علیہ السلام یہی سمجھتے تھے کہ بنی اسرائیل کے علاوہ باقی مخلوق بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور خدا بنی اسرائیل کے علاوہ دوسرے لوگوں کا بھی خدا ہے۔ مگر باوجود اس کے موسوی نظریہ کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہی نظریہ پیش کیا کہ خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کا باپ ہے اور باقی لوگ اس کے سوتیلے بیٹے ہیں۔ اس کے مقابل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ ایک ایسے ملک میں پیدا ہوئے جو تہذیب اور تمدن کے لحاظ سے بہت پیچھے تھا اور باقی دنیا سے بالکل کٹا ہوا تھا۔ مگر پھر بھی آپ نے دنیا کے سامنے پہلی دفعہ یہ نظریہ پیش کیا کہ تمام قومیں خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اور خدا تعالیٰ تمام قوموں کا خدا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک عرب قوم میری مخاطب ہے اور میں اسی میں پیدا ہوا ہوں مگر میں صرف اسی قوم کی بہبودی اور ہدایت کے لئے مبعوث نہیں ہوا۔ بلکہ (۔۔) کیا سیاہ اور سفید اور زرد اور سرخ سب قوموں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ کوئی چینی ہو یا افریقی۔ انگریز ہو یا امریکن۔ ہندوستانی ہو یا جاپانی۔ ان ساروں کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے اور میری زندگی ان تمام قوموں کی فلاح و بہبود کے لئے وقف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کوئی جماعت روپے سے زندہ نہیں رہ سکتی۔ بلکہ ایمان سے زندہ رہتی ہے۔ اگر روپیہ ہی اصل چیز ہو تو یہودیوں، عیسائیوں، پارسیوں اور ہندوؤں کے پاس مسلمانوں سے بہت زیادہ روپیہ ہے پھر خدا تعالیٰ نے ان کا ساتھ کیوں چھوڑ دیا اس لئے کہ ایمان کا روپے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بھی روپیہ دیتا ہے۔ مگر وہ روپیہ یا تو انعام کے طور پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے ذریعہ غرباء کی امداد کی جائے۔ اور یا پھر آزمائش کے طور پر ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ وہ اس روپیہ کا کیسے استعمال کرتے ہیں۔ اگر تو روپیہ کے آنے سے انسان کا ایمان سلامت رہے تو وہ روپیہ اس کے لئے خیر اور برکت کا موجب ہوتا ہے لیکن اگر وہ روپیہ انسان کے ایمان کو باطل کر دیتا ہے اور وہ بے ایمانوں جیسی چالاکیاں کرنے لگ جاتا ہے۔ اور چوروں اور ٹھگوں کی طرح لوگوں کو لوٹتا ہے۔ مثلاً بلیک مارکیٹ شروع کر دیتا ہے۔ مقررہ نرخ پر چیز فروخت نہیں کرتا بلکہ چیز کی موجودگی سے ہی انکار کر دیتا ہے۔ لیکن اگر اسے کوئی چوری چھپے حسب منشاء دام دے دے تو وہ فوراً اسے مہیا کر دیتا ہے۔ تو وہ روپیہ اس کے لئے عذاب کا باعث بن جاتا ہے اس قسم کے ناجائز منافع خوروں کی ایسی ہی کیفیت ہوتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کسی حریص آدمی کے پاس ایک مرغی تھی جو روزانہ سونے کا ایک انڈا دیا کرتی تھی۔ اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دل میں لالچ پیدا ہوا کہ اگر میں اسے زیادہ کھلاؤں تو شاید یہ دو انڈے دینے لگ جائے۔ چنانچہ اس نے مرغی کو پکڑ کر اس کا منہ کھول کر روزانہ اسے زیادہ سے زیادہ دانے کھلانے شروع کر دیئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرغی بیمار ہو کر مر گئی اور وہ ایک انڈے سے بھی محروم ہو گیا اس قسم کے ناجائز منافع خور بھی روپیہ جمع کرتے جاتے ہیں مگر ایک دن آتا ہے جب کسی نہ کسی رنگ میں انہیں اپنی اس بد دیانتی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے فوری نقصان تو اس رنگ میں پہنچ جاتا ہے کہ جب وہ کسی شخص کو ایک سیر چیز دینے کے بجائے پندرہ چھٹانک دیتے ہیں اور وہ گھر جا کر اس کا وزن کرتا ہے تو اسے پتہ لگتا ہے کہ دوکاندار نے اسے ایک چھٹانک چیز کم دی ہے۔ تو وہ آئندہ کے لئے اس سے سودا لینا بند کر دیتا ہے۔ اس طرح بظاہر تو اسے ایک چھٹانک کا نفع ہوا تھا۔ لیکن اسے نقصان ہزار چھٹانک کا ہو گیا۔ کیونکہ وہ آئندہ کے لئے اس کی دکان پر نہیں آئے گا۔ اور کسی دوسرے سے سودا خریدنا شروع کر دے گا۔

یہ خیال کہ صرف بے ایمانی ہی سے روپیہ کمایا جا سکتا ہے۔ اول درجے کا احمقانہ خیال ہے صحابہؓ کو دیکھ لو وہ ہر امر میں دیانت کو ملحوظ رکھتے تھے۔ مگر اس زمانہ میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی وفات کے بعد ان کا بچا کھچا روپیہ دو کروڑ نکلا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ دین کے لئے بہت قربانی کرنے والے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان کے پاس دو کروڑ روپیہ بچ گیا تھا۔ جو آجکل کے دو ارب کے برابر ہے۔ اسی طرح تاریخوں میں آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک شخص گھوڑے کو فروخت کرنے کے لئے بازار میں لایا۔ اور اس نے کہا کہ اس کی پانچ سو درہم قیمت ہے ایک صحابیؓ نے اس گھوڑے کو دیکھا اور پسند کیا اور کہا کہ میں یہ گھوڑا لیتا ہوں مگر اس کی قیمت میں پانچ سو درہم نہیں بلکہ دو ہزار درہم دوں گا۔ کیونکہ یہ گھوڑا نہایت اعلیٰ قسم کا ہے۔ اور اس کی قیمت اتنی تھوڑی نہیں جتنی تم بتاتے ہو۔ اس پر گھوڑا بیچنے والا اصرار کرنے لگا کہ میں پانچ سو درہم لوں گا۔ اور گھوڑا خریدنے والا اصرار کرنے لگا۔ کہ میں دو ہزار درہم دوں گا۔ ایک کہتا کہ تجھے گھوڑے کی پہچان نہیں۔ یہ گھوڑا زیادہ قیمت کا ہے۔ اور دوسرا کہتا کہ میں صدقہ لینا نہیں چاہتا میں اپنے گھوڑے کو جانتا ہوں۔ اس کی قیمت پانچ سو درہم ہی ہے۔ اسی واقع پر غور کرو اور دیکھو کہ اس کے کتنا الٹ نظارہ دنیا میں نظر آتا ہے۔ وہاں تو یہ تھا کہ چیز خریدنے والا قیمت بڑھاتا تھا اور چیز بیچنے والا قیمت گراتا تھا۔ اور یہاں یہ حال ہے کہ دو دو آنے کی چیز بعض دفعہ دس دس روپے میں فروخت کی جاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خریدار بھی دوکانداروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے اور دوکاندار بھی گاہکوں کو فریب سے گندی چیزیں نہ دیں۔ اور نہ ماپ اور تول میں انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو تجارتی دیانت اختیار کرنے کی نصیحت کرنے کے بعد ایک اور نصیحت یہ فرمائی کہ تم زمین میں فساد نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم میں قتل و غارت اور ڈاکہ زنی کی وارداتیں بھی کثرت سے ہوتی رہتی تھیں۔ چونکہ یہ علاقہ عرب اور شام اور مصر کے راستوں پر تھا۔

اور شام اور مصر کو جانے والے قافلے ان کے پاس سے گزرا کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے اور بعض کو قتل بھی کر دیا کرتے تھے۔ اس قیاس کو مزید تقویت اس امر سے بھی حاصل ہوتی ہے کہ یہ لوگ اصحاب الایکہ تھے۔ یعنی ان کے قبضہ میں ایک بہت بڑا جنگل تھا۔ جس میں بیریاں اور پیلو کے درخت بڑی کثرت کے ساتھ تھے۔ اور ایسے جنگل میں ڈاکہ ڈالنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ کیونکہ درختوں کے پیچھے انسان آسانی سے چھپ جاتا ہے۔ پس حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں نصیحت کی کہ تم تجارتی معاملات میں بھی دیانت اختیار کرو۔ اور چوری ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کو بھی ترک کر دو۔

پتہ درکار ہے

محترمہ بشریٰ شاہین صاحبہ زوجہ مکرم محمد شفیع صاحب اور محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ مکرم محمد شفیع نے منڈی پتوکی سے ۱۹۶۲ء میں وصیت کی اسکے بعد دفتر سے کوئی رابطہ نہیں اگر کوئی شخص ان کے بارے میں جانتا ہو یا خود پڑھیں تو دفتر بہشتی مقبرہ کو اپنے ایڈریس سے مطلع فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز
ربوہ

غلام رسول اعوان

خدمت والدین / دین کا ایک تاکیدی حکم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جس نے بوڑھے والدین کو پایا۔ لیکن ان کی خدمت کر کے جنت کو حاصل نہ کر سکا۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا۔ کہ جنت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے۔ یعنی اس کی خدمت تجھے جنت میں لے جائے گی۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ۔ میں آپ سے ہجرت کی بیعت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ میرا خدا مجھ سے راضی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا تم سے راضی ہو جائے۔ اس نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ واپس جاؤ اور اپنے والدین کی خدمت کرو۔ اور خوب خدمت کرو۔ اسی سے تم کو جنت ملے گی۔

قرآن پاک میں رب کریم کا ارشاد ہے۔ کہ اپنے والدین سے ادب اور احترام سے پیش آؤ۔ ان کے حکموں کی تعمیل کرو۔ جب وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اُف تک نہ کرو۔ کوئی ایسی بات نہ کرو۔ جو ان کو رنجیدہ کرنے والی ہو۔ گستاخی سے پیش نہ آؤ۔ ان کو مت جھڑکو۔ خواہ ان سے کوئی ایسا فعل ہی کیوں نہ سرزد ہو جائے۔ جو تم پر گراں گذرے ان کو دھمکی نہ دو۔ تواضع اور انکسار سے پیش آؤ۔ اور ان کی نسبت رب کریم سے دعا کرتے رہو۔ کہ مولا کریم ان پر رحم فرمائے۔ جیسا کہ وہ بچپن میں مجھ پر رحم اور شفقت کیا کرتے تھے ...... دیکھو اللہ تعالیٰ نے خدمت والدین کے متعلق کس طرح کھول کھول کر اپنے احکامات بیان کر دیئے ہیں۔ تاکہ ایک بندہ یہ نہ کہہ سکے۔ کہ یہ احکام مجھ پر واضح نہ تھے۔ اس لئے ان کی تعمیل میں کوتاہی ہوئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو والدین سے حسن سلوک کی تاکید بھی کی ہے

پس جن وجودوں کے لئے خدا خود تاکید کرے۔ ان سے لاپرواہی کرنے والا کتنا بدنصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت یہ احکامات دے کر بس نہیں کی بلکہ اپنے پیغمبر کو بتایا۔ کہ والدین کی رضا میں میری رضا۔ اور ان کی ناراضگی میں میری ناراضگی پوشیدہ ہے۔ پس جو کوئی ان کو دکھ دے گا۔ اس کا رب اس پر ناراض ہو جائے گا۔ اسی لئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ دوسرے گناہوں کی سزا اگر چاہے۔ تو قیامت پر اٹھا رکھے۔ لیکن ماں۔ باپ کو دکھ دینے والے کو سزا اسی دنیا میں ضرور دے دیتا ہے۔ اس میں تاخیر نہیں کی جاتی۔ پس کتنا خوش نصیب ہے وہ آدمی جو والدین کی خدمت میں لگا رہتا ہے

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بہت کم لوگ ہیں جو اپنے ماں۔ باپ کی خدمت پوری طرح کرتے ہیں۔ جب کسی کی شادی ہو جاتی ہے اور بچے پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ تو وہ ایک ابتلاء میں آ جاتا ہے۔ اس کی ساری توجہ بیوی بچوں کی طرف ہو جاتی ہے ماں۔ باپ کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے۔ گھر میں بہو کا راج ہوتا ہے۔ والدین کے آرام کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اور نہ ان کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔ اگر بہو کی بے رخی اور بے التفاتی کی شکایت بھی ہو۔ تو شنوائی نہیں ہوتی۔ بلکہ بہو کی ہر بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے۔

غرض بوڑھے والدین کی آخری عمر بے کسی اور کسمپرسی کی حالت میں گذرتی ہے۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس عمر میں ان سے حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ اور فرمایا۔ ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کرو۔ اگر بڑھاپے کی وجہ سے کوئی ناگوار بات بھی کریں۔ تو اُف تک نہ کہو۔ اللہ تعالیٰ سے ان کی نسبت رحم کی دعا کرتے رہو۔ یہی عمر تو ان کی خدمت کرنے کی ہے۔ خوش نصیب آدمی کا کام یہ ہے کہ وہ اس عمر میں ان کی طرف خاص توجہ کرے۔ اور ان کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرے۔

روایت ہے کہ حضرت علقمہ بیمار ہو گئے۔ کئی دن جان کندن کی تکلیف میں مبتلا رہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا۔ کہ علقمہ کہاں ہے۔ اس کی علالت کی خبر دی گئی اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ جان کندن کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ حضورؐ نے اس کی

باقی صـ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل اللہ طارق

"کون رہتا ہے بے ثمر......"

اس وسیع و عریض کائنات میں، زمین ہو چاہے بے پناہ وسعتوں والا آسمان صحرا ہوں یا ہزاروں میل پھیلے ہوئے پانیوں کی گہرائیاں، چھوٹی سی چھوٹی چیز ہو یا بڑی سے بڑی غرضیکہ کائنات کی ہر چیز ایک قادر و مالک ہستی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور ہمیں دعوتِ فکر دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عجائباتِ قدرت اور آیات کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل ایمان لاؤ۔ اور پھر اِس ہستی کو پانے کے لئے اپنے تن من دھن کسی چیز کی پرواہ نہ کرو اور دن رات اس راہ میں سفر کرتے چلے جاؤ اور اُس کے فضل سے کامیاب و کامران ہو جاؤ چنانچہ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے کہ ہم کائنات اور اس کی آیات پر غور و فکر کرتے ہوئے اُس قادر و مالک ہستی کو پالیں جو تمام چیزوں کی خالق ہے۔

خدا تعالیٰ نے نظامِ روحانی کو سمجھانے کے لئے مادی چیزوں کو ہماری ہدایت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ آسمانِ روحانیت کے سورج چاند اور ستاروں کے متعلق بتانے کیلئے کائنات کے آسمان کو سورج، چاند اور ستاروں سے مزین کر دیا۔ رات سے ہمیں پیغام دیا کہ مجھے پانے کی راہ میں تنگی، مشکلیں اور مصیبتیں بھی آئیں گی۔ لیکن فجر کے ذریعہ سے ہمیں ایک نئے دن کی خوشخبری دے دی۔ اِسی طرح موسموں میں بھی خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے سبق رکھ دیا کہ دیکھو خزاں آئی اور درختوں کو بے برگ کر گئی۔ لیکن بہار کے ذریعہ سے ہمیں نئی زندگی کی بشارت پہنچا دی۔ غرض جس چیز سے بھی سبق حاصل کرنا چاہیں وہ ہمیں خدا سے ملا دے گی۔

آجکل موسم بھی بہار کا ہے اور روحانی بہار کے دن بھی اختتام پذیر ہیں۔ اس لئے میں خزاں اور بہار کا ہی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

کچھ ماہ پہلے خزاں کا موسم تھا درخت اپنے بوجھ اُتار کر نئی زندگی پانے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اس موسم میں چشمِ تصور نے مجھے یہ نظارہ دکھایا کہ دو درخت آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک درخت ذرا چھوٹا اور کمزور تھا اور حقیر سا نظر آ رہا تھا اور موسمِ خزاں کی وجہ سے اس کے پتے پیلے پڑ کر گرنے شروع ہو چکے تھے۔ جبکہ دوسرا درخت ایک "تناور درخت" تھا۔ اُس کی شاخیں بھی موٹی موٹی اور دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اور اس درخت کے پتے بھی سر سبز اور خوبصورت دکھائی دے رہے تھے۔ یہ درخت اپنے سے کمزور درخت پر ہنس رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر کمزور درخت سے پوچھا کیا بات ہے دوسرا درخت تم پر کیوں ہنس رہا ہے۔ کمزور درخت نے بتایا کہ یہ موسم ایسا موسم ہے جس میں خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے زائد بوجھ اُتار کر پھینک دیں اور اپنی طاقتوں کو پھلوں کے موسم کے لئے جمع کریں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں یعنی زیادہ پھل لانے کے لئے اپنے پتے وغیرہ گرا کر اپنے اُوپر ایک موت سی وارد نہ کر لیں تو پھر ہم پھلوں کے موسم میں بے ثمر رہ جائیں گے۔

کمزور درخت نے مزید بتایا کہ اس سال مالک نے دوسرے درخت کو کھاد وغیرہ زیادہ ڈالی جس کی وجہ سے یہ زیادہ "تنومند" ہو گیا۔ اب میں اس کو سمجھاتا ہوں خدا کا حکم آ چکا ہے اس لئے اپنے پتے گرا دیں لیکن چونکہ اِس سال اس کے پتے مالک کی مہربانی سے زیادہ سر سبز ہیں۔ اب اس کو یہ پتے بھلے معلوم ہو رہے ہیں۔ اور یہ اپنے پتوں کی خوبصورتی اور سر سبزی پر گھمنڈ کرتے ہوئے خدا کے حکم سے روگرداں ہے۔ کمزور درخت نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں نے اِس سے پہلے درختوں کے متعلق بھی بتایا کہ جنہوں نے عاجزی و انکساری سے خدا کا حکم مان کر اپنے زائد بوجھ اُتار دیئے انہوں نے نئی زندگی پائی اور جنہوں نے "تکبر" اور غرور کے کیڑوں کو اپنے پتوں پر پالا وہ ہمیشہ ناکام و نامراد رہے اور پھلوں کے موسم میں ہمیشہ بے پھل رہے۔ اِس پر تناور درخت ٹھٹھا مذاق کرتے ہوئے بولا کہ جو اس موسم میں ہی زندہ نہ رہا اور ابھی سے مُردہ ہو رہا ہے اُس نے پھلوں کے موسم میں کیا نئی زندگی پانی ہے۔ اور پھر "تکبر" کرتے ہوئے بولا کہ میری شاخیں موٹی موٹی اور لمبی لمبی ہیں اور میرے پتے بھی زیادہ ہیں۔ میں اس موسم میں اِنہی شاخوں اور پتوں کے ذریعہ سے خوراک حاصل کر کے نئے موسم تک زندہ رہوں گا اور پھلوں کے موسم میں بھی اِنہی شاخوں اور پتوں کی وجہ سے زیادہ پھل پاؤں گا۔ اور پھر تنومند درخت "تکبر" اور غرور کے ساتھ کمزور درخت کا مذاق اڑانے لگا۔ یہ نظارہ کر کے میں وہاں سے چل پڑا۔

اب میری چشمِ تصور ان دونوں درختوں کا بغور مشاہدہ کرنے لگی۔ میں نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ کمزور درخت کے سارے پتے جھڑ گئے اور وہ بالکل مُردہ سا نظر آنے لگا۔ جبکہ تنومند درخت پر بھی مرورِ زمانہ کے آثار نظر آنے لگے اور اس کے پتوں کی خوبصورتی جاتی رہی اور "تکبر" کے کیڑوں نے آہستہ آہستہ تمام پتوں کی غذا کھا کر موٹی موٹی شاخوں کا رُخ کیا اور پھر آخر کار ان کیڑوں نے اس کے صحت مند تنے پر دھاوا بول دیا۔ اس کے مقابلے پر دوسرے درخت میں نئی زندگی کے آثار نظر آنے لگے اور کونپلیں پھوٹنے لگیں۔

جب پھلوں کا موسم آیا تو تناور درخت کو "تکبر" کے کیڑے اندر سے بالکل کھوکھلا کر چکے تھے اور اُس کے ہاتھ میں آج کوئی پھل نہ تھا۔ اُس کی شاخیں پتوں سے عاری اور بے ثمر تھیں۔ اور پھلوں کے موسم میں وہ بالکل ننگا نظر آ رہا تھا۔ جبکہ کمزور درخت ایک "تناور درخت" میں تبدیل ہو چکا تھا اُس نے جلدی جلدی خدا کا حکم مان کر اپنے زائد بوجھ اُتار پھینکے تھے جس کی وجہ سے پھلوں کے موسم کے لئے اُس نے زیادہ پھل حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام طاقتیں جمع کر لیں۔ اور آج موسمِ بہار میں بہت تناور ہو چکا تھا اور بہت زیادہ پھل لایا تھا جبکہ دوسرا درخت "تکبر" کے کیڑوں کی ہوس کا نشانہ بن گیا اور جن پتوں اور شاخوں کی خوبصورتی کے لئے اُس نے "تکبر" کے کیڑے پالے تھے اُن کی وجہ سے آج موسمِ بہار میں اس مصرعہ کی تصویر بنا کھڑا تھا ؎

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اور کمزور درخت اپنے پھلوں کے بوجھ کی وجہ سے جھک جھک رہا تھا جیسے ایک عارف باللہ کی روح آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہو۔

اس درخت کی بہار کو دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ ہم سے بھی ایک بہار

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر
پوری ہوئی"

کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس وعدۂ بہار کو جب میں نے موسموں کے اُتار چڑھاؤ اور نئے بدلنے سے دیکھا تو آج بہار کا نظارہ کر کے میری روح پکار اُٹھی کہ

"موسمِ بہار کو دیکھ کر یقین کر
لو کہ خدا ضرور اِس وعدۂ بہار
کو پورا کرے گا۔"

اور کب خدا یہ وعدہ پورا فرمائے گا اِس کے لئے میرے ضمیر نے میرے سامنے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سوال رکھ دیا کہ "حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی تو آپؐ نے جواباً فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے ـــــ"

یعنی انسان کو کب سے غرض نہیں ہونی چاہیئے بالکل ہمیشہ اُس وعدے کے دن کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں خزاں اور بہار سے یہ سبق دے دیا کہ دیکھو! آج جو پودوں نے نئی زندگی پائی ہے انہوں نے ایسے ہی نہیں پالی بلکہ اس سے پہلے انہوں نے ایک لمبا موسم مشکلات اور مصیبتوں کا دیکھا۔ اور نئی زندگی پانے کے لئے میرے حکم کے مطابق اپنے تمام زائد بوجھ اُتار کر اپنے اُوپر ایک موت وارد کر لی۔ اور اس راہ میں نہایت عاجزی اور انکساری دکھاتے ہوئے اُس دن کے لئے اپنی قوتوں اور طاقتوں کو بڑھایا۔ اگر تم بھی ایسا کرو گے تو پھر بہار کے آنے پر ضرور ثمر آور ہو جاؤ گے۔ اور پھر سدا بہار بن جاؤ گے۔

انہی خیالوں اور تصوروں میں گم تھا تو میں نے سوچا کہ آیا کوئی ایسا درخت بھی ہے جو خزاں میں بھی سرسبز ہو۔ بہار میں اور زیادہ پھلے پھولے یعنی جو سدا بہار ہو۔ جو موسموں کے تغیر سے بے نیاز ہو کر اپنی تر و تازگی ہمیشہ قائم رکھے۔ اس پہلو سے آسمانِ روحانیت کے سدا بہاروں کے متعلق جاننے کے لئے جب قرآنِ کریم کھول کر دیکھا تو میں عش عش کر اُٹھا اور خدا کی عظمتوں اور قرآنِ کریم کے اعجازِ کلام کا اور زیادہ گرویدہ ہو گیا۔ اور اس بات کا اور زیادہ قائل ہو گیا کہ واقعی خدا تعالیٰ نے ہر چیز ہماری ہدایت کے لئے پیدا فرمائی ہے اور خدا نے اپنے کلام کے لئے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں وہ بے وجہ نہیں بلکہ اُن میں حکمتوں کے سمندر بہا دیئے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال دینے کے لئے جس دیئے (چراغ) کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے وہ دیا جس درخت کے تیل سے روشن ہوتا ہے وہ درخت وہی درخت ہے جو سدا بہار ہے۔ جس پر نہ رات اثر کرتی ہے اور نہ خزاں ہر موسم میں یہ درخت اپنی تروتازگی برقرار رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

"۔۔۔ اللہ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی۔ اُس کے نور کی کیفیت یہ ہے جیسے کہ ایک طاق ہو جس میں ایک دیا پڑا ہو (اور وہ) دیا ایک شیشے کے گلوب کے نیچے ہو (اور) وہ گلوب ایسا چمکدار ہو گویا وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے (اور) وہ (چراغ) ایسے برکت والے درخت زیتون (کے تیل) سے جلایا جا رہا ہو کہ وہ (درخت) نہ شرقی ہو نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خواہ اُسے آگ نہ بھی چھوئی ہو بھڑک اُٹھے۔" (سورۃ النور: ۳۶)

خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بتا دیا کہ جو کوئی بھی قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرے گا تو پھر خدا تعالیٰ اُس پر اپنا فضل کرے گا اور اپنی صفات کا اُسے مظہر بنا دے گا۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اور خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسی طاقتیں عطا فرمائی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے جو پہلے مظہر بنے یا آئندہ بنیں اُن میں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو صرف دیا نہیں بنایا بلکہ آپؐ کو سراج منیر بنا دیا۔ یعنی ایسا عظیم الشان چراغ جس کی مکمل پیروی کرتے ہوئے ہر کوئی دیا بن سکتا ہے۔ اور سدا بہار بن سکتا ہے۔ جس طرح زیتون کا درخت سارا سال تروتازہ رہتا ہے اور ہمیں پیغام دیتا ہے کہ دیکھو مجھ پر خزاں کا کوئی اثر نہیں۔ اگر تم بھی سدا بہار بننا چاہتے ہو تو پھر حقیقی درخت زیتون سے تیل حاصل کرتے ہوئے جل اٹھو اور جاودانی زندگی پالو۔

کچھ عرصہ ہوا "بی بی سی" ریڈیو سے ایک پاکستانی باٹنسٹ کا زیتون کے درخت کے متعلق انٹرویو نشر ہوا پورا انٹرویو تو یاد نہیں رہا کچھ باتیں یاد ہیں جو اس مضمون کے لئے بھی مفید ہیں وہ لکھ دیتا ہوں۔ زیتون کے درخت کے متعلق موصوف نے ایک تو یہی بات بتائی کہ یہ سدا بہار پودا ہے اور پاکستان کے تمام علاقوں (یعنی گرم، سرد، معتدل پہاڑوں اور صحراؤں) میں کاشت کیا جا سکتا ہے گویا کہ تمام دنیا ہی کاشت کیا جا سکتا ہے۔ سب سے دلچسپ بات جو مجھے لگی وہ یہ تھی کہ یہ درخت آسمانی پانی (یعنی بارش) کھینچنے میں بہت ممد و معاون ہوتا ہے۔ جس علاقے میں کثرت سے زیتون کے پودے ہوں گے وہاں بارشیں زیادہ ہوں گی۔

زیتون کے پتوں کو زمانہ قدیم دراز سے امن کی علامت قرار دیا جاتا ہے۔ اور اولمپک کی کھیلیں جب یونان میں شروع ہوئی تھیں تو اوّل آنے والوں کو زیتون کی چھوٹی سی شاخ انعام کے طور سر پر بطور تاج کے لگائی جاتی تھی۔

جیسا کہ خاکسار نے اس مضمون کی ابتداء میں لکھا تھا کہ خدا تعالیٰ نے روحانی چیزوں کی مثال دینے کے لئے مادی چیزیں بھی پیدا فرمائی ہیں تاکہ ہم ان پر غور و فکر کرتے ہوئے حقیقت کو پا لیں چنانچہ زیتون کی مندرجہ بالا چار خصوصیات کو اگر حقیقی درخت زیتون سے زندگی حاصل کرنے والوں پر چسپاں کر کے دیکھیں تو صاف نظر آئے گا کہ اُن میں بھی یہی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱۔ روحانی طور پر زندہ ہونے والوں پر ہمیشہ بہار ہی رہتی ہے۔ وہ ابتلاؤں مصیبتوں اور مشکلات سے ڈرتے نہیں بلکہ ان کو اپنے لئے موسم بہار کا پیغام سمجھتے ہیں۔

۲۔ روحانی زندگی پانے کے لئے کسی رنگ و نسل اور علاقے کا تعلق نہیں۔ جو بھی اطاعت خداوندی کرے گا وہ روحانی طور پر زندہ ہو جائے گا۔

۳۔ روحانی طور پر زندہ ہونے والے ہی اپنے خدا کے فضل سے آسمانی پانی کے نزول کا باعث بنتے ہیں۔

۴۔ حضرت نوحؑ کی قوم پر جب سیلاب کا عذاب آیا اور حضرت نوحؑ نے اپنے ماننے والوں کے ساتھ "جودی" پہاڑ پر پناہ لی اور پھر سیلاب کے متعلق جاننے کے لئے آپؑ نے کبوتری کو اڑایا تو وہ زیتون کی پتی اپنی چونچ میں لے کر آئی جس سے آپؑ نے سمجھ لیا کہ سیلاب ختم چکا ہے اور ہم خدا کے فضل سے امن میں آ گئے ہیں۔

یہ واقعہ پہلے بھی کئی بار سنا اور پڑھا ہے لیکن آج اس واقعہ کو ایک نئے نقطۂ نظر سے سوچنے کی توفیق ملی کہ آخر وہ کبوتری زیتون کی پتی ہی کیوں لے کر آئی جبکہ زیتون کا درخت مشکل سے تین چار میٹر اونچا ہوتا ہے۔ یعنی یہ درخت زیادہ اونچا نہیں ہوتا۔ کئی اور ایسے درخت ہیں جو زیتون کے درخت سے بہت اونچے ہوتے ہیں۔ اور کبوتر اکثر و بیشتر اونچی جگہ پر بیٹھتا ہے۔ آخر کبوتری کسی اونچے درخت یا کسی اور درخت کا پتہ کیوں نہ لائی۔ میرے خیال میں خدا تعالیٰ اِس واقعہ سے یہ پیغام دینا چاہتا ہے کہ:۔

"اے روحانی زندگی پانے والو! جب تک تم حقیقی درخت زیتون سے اپنا تیل حاصل کرتے رہو گے اور اُس سے ہی رہنمائی حاصل کرتے رہو گے تو تم پر کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔ یہ ظلمات کے بادل چھٹ جائیں گے۔ اور دُنیا پر آنے والے عذاب تمہیں کبھی غرق نہیں کر سکیں گے۔ تم ہمیشہ امن میں رہو گے۔ اور یہ ابتلاء، مشکلات اور مصیبتیں تمہاری ترقی کا باعث بن جائیں گی جس طرح موسمِ خزاں زیتون کے درخت کو یہ پیغام دیتا ہے کہ خوش ہو جاؤ کہ موسم بہار آنے والا ہے جس میں تم خوب پھلو پھولو گے اور خوب خوب خوبصورتی کماؤ گے۔"

خدا تعالیٰ روحانی طور پر زندہ ہونے والوں کو خوب خوب پھل پھول لگائے اور خدا تعالیٰ مجھ ناچیز کو بھی اس راہ میں کامل طور پر چلنے کی زیادہ سے زیادہ ہمت و توفیق عطا فرماتا چلا جاوے اور جلد اپنے فضل و کرم سے مجھے بھی سدابہار بنا دے۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

ماں کو بلوا بھیجا۔ وہ آئیں۔ حضورؐ نے اُس سے اُس کے اخلاق کا حال دریافت کیا۔ کہنے لگیں۔ کہ شرع کا پابند تھا۔ نماز روزہ۔ زکوٰۃ سب کچھ ٹھیک تھا۔ یہ کہنے کے بعد آبدیدہ ہو گئیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ کیا وہ آپ کو ناراض رکھتا تھا۔ کہنے لگیں کہ اپنی بیوی کو خوش رکھنے کی خاطر اکثر میری مخالفت کرتا رہتا تھا۔ میں اسے ناپسند کرتی تھی لیکن میری ناراضگی کی اسے کچھ پرواہ نہ تھی۔ حالات کا علم ہو چکا تھا۔ حضورؐ نے اس کے متعلق سخت وعید کی خبر سنائی۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا غضب اسکی تاک میں ہے۔ ماں سن کر رو پڑی۔ فرمایا۔ اگر ایک بات ہو تو معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ یہ کہ آپ اسے معاف کر دیں۔ تب جان کی رہائی ہوگی۔ کہنے لگیں۔ کہ میں نے معاف کر دیا۔ واپس گئی۔ حضورؐ بھی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ دیکھا علقمہ اپنی ماں سے معافی مانگ رہا ہے۔ ماں رو رہی ہے۔ دن پورے ہو چکے تھے۔ وفات ہو گئی۔ حضورؐ نے جنازہ پڑھایا اور دعا کی۔ پس یاد رکھو۔ والدین کی ناراضگی خدا تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔۔۔۔

حق تو یہ ہے۔ کہ انسان اپنے والدین کے احسانات کا بدلہ اس دنیا میں دے ہی نہیں سکتا۔ گو ساری عمر ہی اس کی ان کی خدمت میں کیوں نہ گزر جائے۔ حدیث بخاری میں آیا ہے۔ کہ ایک شخص رسالت مآبؐ کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں۔ باپ بہت بوڑھے ہیں۔ میں ہر طرح ان کی خدمت کرتا ہوں۔ حتیٰ کہ بستر پر ہی ان کو کھلاتا پلاتا ہوں۔ رفع حاجت بھی وہیں کرتے ہیں۔ نئے کپڑے پہناتا ہوں۔ بستر بھی خود صاف کرتا ہوں بالکل اسی طرح جس طرح وہ مجھے بچپن میں پالتے تھے۔ کیا میں نے ان کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے۔ حضورؐ نے سن کر فیصلہ کن لہجہ میں فرمایا۔ کہ تجھے پالتے وقت وہ تیری حیات کی تمنا کرتے تھے۔ اور آج تو ان کی موت کی انتظار میں ہے۔ کہ کب مرتے ہیں۔ میں چھٹکارا حاصل کرتا ہوں بھلا حق کیسے ادا ہوا۔

پس دنیا میں انسان کے لئے سب سے زیادہ قیمتی وجود اس کے ماں۔ باپ ہیں۔ جو ہر وقت اس کی بہتری اور خیریت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ دنیا میں ان سے زیادہ خیر خواہ۔ ان سے زیادہ ہمدرد ان سے زیادہ ایثار اور قربانی کرنے والا اور کوئی نہیں۔ اولاد کی طرف سے ان کو دکھ بھی ملیں۔ تو پھر بھی ان کی خیر خواہی میں کمی نہیں آتی۔ اپنے ربّ سے ان کی اصلاح اور بہتری کے لئے ہر وقت دست بدعا رہتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اُن کو دکھ میں پڑا ہوا دیکھ بھی نہیں سکتے۔ ذرا اپنی بے چارگی۔ عجز اور بے بسی کا اظہار ان کے سامنے کر کے تو دیکھو۔ کہ کس طرح ان کے دلوں میں شفقت اور محبت کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگ جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ کون سا گناہ ہے۔ جو ماں معاف نہیں کر سکتی۔ اور یہ صحیح ہے۔ کہ ماں۔ خدا کا جلوہ ہے۔ خدا کا پیار ہے۔ اور خدا کی خوشنودی ہے۔ پس وہ شخص یقیناً خوش نصیب ہے۔ جسے والدین کی خدمت کے عوض ان سے پیار اور محبت کی دعائیں ملیں۔

"جو شخص خدا کے لئے دُکھ اٹھاتے کے لئے تیار ہو جائے۔ خدا اس سے دُکھ اُٹھا لیتا ہے۔" (حضرت بانی سلسلہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

ارسلان احمد ابن ملک خلیق احمد صدیق صاحب - قلعہ رہتاس ضلع جہلم

عائکہ گل انم بنت عبدالحفیظ محمود صاحب - مکڑ دال ضلع میانوالی

حارث جاوید ابن ناصر جاوید ہنجرا صاحب پریم کوٹ ضلع گوجرانوالہ

سمیر احمد ولد سفیر احمد صاحب دارالبرکات - ربوہ

ناصر احمد طاہر ابن چوہدری رشید احمد زیدی صاحب - کوارٹر نمبر ۱۶ تحریک جدید

قدسیہ رمضان بنت محمد رمضان صاحب حبیب اللہ روڈ - لاہور

کنول شہزادی بنت محمد صدیق صاحب حبیب اللہ روڈ - لاہور

لقی الدین احمد ابن ماسٹر علیم الدین قمر صاحب - دارالعلوم ربوہ

امۃ الحئی بنت چوہدری جاوید اختر صاحب دارالصدر غربی - ربوہ

سہیل احمد ابن وسیم احمد طاہر صاحب چک نمبر ۲۵ گ ۔ ب ضلع فیصل آباد

عطاء الرافع ابن شریف احمد صاحب موسے والا ضلع سیالکوٹ

رحمان احمد ابن محمد افضل صاحب موسے والا ضلع سیالکوٹ

رضوان نذیر ابن نذیر احمد بھٹی صاحب سانده کلاں - لاہور

محمد اکرام اللہ قدوس ابن چوہدری محمد داؤد احمد صاحب سانگلہ ہل

سعید احمد ابن رفیق احمد صاحب محلہ اسلام آباد گوجرانوالہ

عامر لطیف ابن عبداللطیف صاحب موسے والا ضلع سیالکوٹ

شاہدہ نسیم بنت ملک محمود احمد صاحب آنبہ نوربہ ضلع شیخوپورہ

ذیشان احمد ابن ملک ظہور احمد صاحب محمود آباد جہلم

زارا سلطانہ بنت مقصود احمد صاحب دارالبرکات - ربوہ

مسعود احمد ظفر ابن ہدایت محمد صاحب فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

ابرار احمد ابن ملک بشیر احمد صاحب محمود آباد جہلم

فوزیہ بی بی بنت حفیظ احمد صاحب موسے والا ضلع سیالکوٹ

لئیق احمد ابن محمد صدیق صاحب محلہ لوہاراں راہوالی گوجرانوالہ

فرحان احمد بھٹی ابن محمد اسلم بھٹی صاحب دارالعلوم - ربوہ

تسکور احمد ابن اللہ رکھا صاحب گوٹھ فتح دین باجوہ ضلع خیرپور - سندھ

منظر احمد ابن منظور احمد باجوہ صاحب بوڑھے اٹھ ضلع شیخوپورہ

ہمایوں طارق ابن طارق محمود صاحب نونگ ضلع گجرات

بدر احمد ابن ناصر احمد بریار صاحب منور آباد ضلع حیدرآباد

امۃ الناصر سعدیہ بنت محمد ظفر اللہ صاحب - موسے والا ضلع سیالکوٹ

امۃ المعین بنت مکرم حافظ محمد صدیق صاحب - مربی سلسلہ نوشہرہ

طاہر اسلم ابن محمد اسلم صاحب حسن پور ضلع خانیوال

محمد طلحہ بلوچ مندرانی ابن عنایت اللہ بلوچ مندرانی - تحریک جدید کوارٹرز - ربوہ

محمد طلحہ وقار ابن عبدالجبار خان صاحب منڈی بھلوال - ضلع سرگودھا

عطاء الحسن ابن ملک راشد احمد صاحب نواب شاہ - سندھ

نیک عملی اور راستبازی اور تقویٰ میں آگے قدم رکھو کہ خدا انکو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ضائع نہیں کرتا (رازِ حقیقت صد ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صلا سے آگے

نے اپنے سابقہ خطبات کے تسلسل میں ان قرآنی دعاؤں کا ذکر فرمایا جو انعام پانے والوں نے مانگیں اور جن کو قرآن کریم نے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی دعاؤں کا ذکر کیا اور نہایت اثر انگیز پیرائے میں ان کی تشریح فرمائی۔ اور اس میں بیان اہم نکات کی وضاحت فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں حضرت آدم علیہ السلام کی ایک دعا کا ذکر فرمایا اور احباب جماعت کو متوجہ کیا کہ حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا ہے کہ یہ دعا آجکل کے دور میں بار بار مانگی جانے کی ضرورت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے ترقی یافتہ اور امیر کبیر عیسائی اقوام کے بارے میں فرمایا کہ آج جس کثرت سے دنیا کی دولت اور رزق اُن کے قبضے میں ہے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ شدید تنبیہہ بھی فرمائی کہ جو لوگ میرے انعامات کی ناشکری کریں گے ان کو میں شدید عذاب بھی دوں گا۔ حضور انور نے فرمایا جس طرح انعام پانے کی دعا عیسائی اقوام کے حق میں پوری ہوئی ہے۔ اگر انہوں نے ہدایت کا رستہ اختیار نہ کیا تو عذاب دیئے جانے کا وعدہ بھی ان کے حق میں ضرور پورا ہوگا۔

یہ خطبہ بھی دیگر کئی خطبات کی طرح برطانیہ کے کئی شہروں اور بعض بیرونی ممالک میں براہ راست سنا گیا۔

الھدیٰ ماڈل کالج دارالنصر غربی ربوہ

منظور شدہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد

گیارہویں جماعت (سالِ اوّل) سیشن ۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۳ء

ایف۔ ایس سی۔ پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ
ایف۔ اے آرٹس اور کامرس (آئی کام)

میں داخلہ

۱۵-۵-۹۱ سے ۲۸-۵-۹۱ تک بغیر لیٹ فیس ہوگا۔
۲۹-۵-۹۱ سے ۲۰-۶-۹۱ تک لیٹ فیس کے ساتھ ہوگا۔

N.C.C کی باقاعدہ ٹریننگ بھی ہوتی ہے۔

داخلہ فارم اور پراسپکٹس کالج دفتر سے صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک حاصل کریں۔

پرنسپل **الھدیٰ ماڈل کالج** ۔ ربوہ

سرکن دوا اپھارہ

نیز دیگر امراضِ حیوانات مثلاً منہ کھر، زہر باد، سوزش پستان، فالج، مک، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق)، کنار وواہ۔
چیچک وغیرہ کیلئے کیوریٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹ سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔
(ڈسٹری ڈاکٹرز فری لٹریچر و سیمپلز براہ راست کمپنی سے طلب کریں)

- لاہور: ___ پاکستان میڈیکوز۔ لوئر مال
- کراچی: ___ شہزاد میڈیکل سٹور۔ بھینس کالونی روٹ نمبر 5 لانڈھی
- فیصل آباد: ___ میاں شادی میڈیسن۔ گول امین پور بازار
- راولپنڈی: ___ جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار
- ملتان: ___ زکریا میڈیکل سٹور۔ بیرون لوہاری گیٹ
- رحیم یار خان: ___ رحمٰن میڈیکل سٹور۔ کچی منڈی لیاقت پور رحیم یار خان

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

لاہور — کراچی

ہیڈ آفس ___ ربوہ ___ فون: ___ ۷۷۱، ۶۰۶

ملکی خبریں

○ سندھ کے گورنر مسٹر محمود ہارون نے کہا ہے کہ میں صدر غلام اسحٰق خان کو اچھی طرح جانتا ہوں وہ اختیارات ہونے کے باوجود جنرل مرزا اسلم بیگ سمیت کسی جرنیل کی مدت ملازمت میں توسیع نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ نہ اسمبلیاں ٹوٹیں گی اور نہ مارشل لاء آئے گا۔ انہوں نے کہ نواز شریف اور جام صادق حکومتوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے صدر اور وزیراعظم میں بہترین مفاہمت ہے۔

○ سندھ کے وزیراعلیٰ جام صادق کی مسلم لیگ کے صدر محمد خان جونیجو سے ملاقات کے بعد اُن کی مسلم لیگ میں شمولیت یقینی ہو گئی ہے۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ نے پھر کہا ہے کہ وہ کسی تحقیقاتی کمیٹی کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی ان کا کوئی افسر اس کمیٹی کے سامنے پیش ہوگا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ مجھے الطاف حسین، پیر پگاڑا، اور مصطفیٰ جتوئی کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔

○ وفاقی وزیر تجارت نے اعلان کیا ہے کہ حکومت محصولات میں کمی کر دے گی انہوں نے اعتراف کیا کہ زیادہ محصولات اور صنعتوں کے عدم تحفظ کی وجہ سے پیداوار میں کمی واقع ہو گئی ہے۔

○ عوام ایکسپریس کی اکانومی کلاس کی بیت الخلاء میں بم کا دھماکہ ہونے سے ایک مسافر زخمی ہو گیا۔

○ پنجاب اسمبلی کے سپیکر نے کہا ہے کہ سندھ میں امن و امان کی صورت حال اس قدر خراب ہے کہ وڈیرے اپنی زمینوں تک بھی نہیں جا سکتے۔

○ گدون امازئی کے صنعتی علاقے میں خام مال پر ڈیوٹی کی معافی کی رعایت واپس لے لی گئی ہے تاہم دوسری رعایتیں برقرار رہیں گی۔

○ گدون امازئی کے ایک صنعت کار نے کہا ہے کہ یہاں پر صنعتی سہولتیں دینے سے دس ہزار کارکنوں کو روزگار ملا ہے۔ اب سہولتیں واپس لینے سے لوگ دوبارہ پوست کاشت کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

○ جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں محمد طفیل نے کہا ہے کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کی موجودگی میں اسلام آنے کا کوئی "خطرہ" نہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ روس کے وزیر خارجہ مسٹر الیگزینڈر نے کہا ہے کہ اسرائیل عربوں کی زمین پر یہودیوں کو آباد نہ کرے اگر اسرائیل نے یہ سلسلہ جاری رکھا تو روس اسرائیل کو روسی یہودیوں کے ترک وطن میں کمی کرنے پر غور کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ مقبوضہ عرب علاقوں میں یہودیوں کی مسلسل آبادکاری امن کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔

○ اقوام متحدہ کی پابندیاں لگانے والی کمیٹی نے عراقی اثاثے بحال کرنے کی حمایت کر دی ہے۔ تاہم ایک امریکی افسر نے کہا ہے کہ امریکہ کا عراقی اثاثے بحال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

○ برطانیہ کے وزیراعظم نے کہا ہے کہ جب تک عراق میں صدر صدام حسین کی حکومت قائم ہے اس وقت تک عراق پر سے اقتصادی پابندیاں ختم نہیں کی جا سکتیں۔

○ نیپال میں ۳۲ سال کے عرصے میں پہلی بار ۱۲ مئی کو کثیر الجماعتی بنیادوں پر عام انتخابات ہو رہے ہیں۔ اگرچہ بیس سیاسی پارٹیاں میدان میں ہیں لیکن اصل مقابلہ کمیونسٹ پارٹی اور نیپالی کانگرس کے درمیان ہے۔ ایک کروڑ ستر لاکھ رائے دہندگان ووٹ ڈالیں گے۔ انتخابی تشدد میں اب تک ۴۰ افراد ہلاک اور ۴۰۰ زخمی ہو چکے ہیں۔

○ ناروے میں مشرقی اور مغربی یورپ کے ۳۰ ممالک کے وزرائے خارجہ کے ایک اجلاس میں منشیات کی روک تھام کے ایک منصوبے پر اتفاق رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔

○ اسرائیل نے کہا ہے کہ روس مشرق وسطیٰ امن کانفرنس میں شامل ہونے سے پہلے مکمل سفارتی تعلقات بحال کرے۔ روس کے وزیر خارجہ نے قیام امن کے عمل میں شامل ہونے کے لئے کوئی پیشگی شرط قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

○ افغان مجاہدین نے افغان انتظامیہ کے زیر قبضہ ایک اور ضلع قیصر پر قبضہ کر لیا ہے۔